معیار: علمی وتحقیقی مجلّہ ،شعبۂ اُردو، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، جلد:۱، شمارہ:۱، جنوری۔ جون ۲۰۰۹ء

خازن الشعراء: اٹھارھویں۔انیسویں صدی میں ہندوستانی وایرانی علماء وشعراء کاایک تذکرہ

عارف نوشاہی*

جنوبی ایشیا میں تذکرہ نویسی کی شاندار روایت چلی آرہی ہے۔اولیاء،صوفیہ،علماء،امراء،حکماءاورخوشنویسوں کے تذکروں کے ساتھ ساتھ شعراء کے تذکروں کا ایک بھرپور ذخیرہ یہاں تخلیق ہواہے۔تذکرہ نگاری کی قدیم ترین روایت کے نمونے بھی اسی خطّے میں ملتے ہیں۔صوفیہ کا تذکرہ ''کشف المحجوب'' ہو یا شعرا کا تذکرہ ''لباب الالباب''،جنوبی ایشیا کے ان علاقوں میں لکھے گئے ہیں جو اب پنجاب (پاکستان) میں شامل ہیں،خواہ ان کے مصنّفین باہر سے آئے تھے۔تذکرہ نویسوں نے عمومی انداز سے ہٹ کر کئی اور تجربات بھی کیے۔کسی مصنّف نے علاقے اور خطّے کو بنیاد بنا کر افراد کے حالات لکھے؛کسی نے معاشرتی طبقات کو پیش نظر رکھا۔بعض نے اپنے ہم عصر شاعروں کے حالات کی تخصیص قایم کی۔ایسے تذکروں کی اہمیّت دوچنداں ہے،ایک معلومات کی تازگی کے اعتبار سے،دوسرے مصنّف کے عہد کی ادبی تاریخ کو سمجھنے کے لیے۔برّصغیر میں فارسی کے روبہ زوال عہد میں معاصرین کے ایسے کئی تذکرے لکھے گئے،جیسے حاکم کا ''مردم دیدہ''،بندرابن داس خوشگو کا ''سفینۂ خوشگو'' (دفتر ثالث)،بھگوان داس ہندی کا ''سفینۂ ہندی''،یہ تینوں تذکرے شائع ہوکر سب کی دسترس میں ہیں۔اسی نوعیت کا ایک اور فارسی تذکرہ، ''خازن الشعراء'' جو بہت اہم ہے،غیر مطبوعہ ہونے کی وجہ سے عام نہیں تھا،لیکن اب شائع ہوکر سب کے لیے قابل استفادہ ہے۔

مصنّف

اس تذکرہ کے مصنّف سید علی کبیر عرف محمد میرن جان الہ آبادی ہیں،جن کے دو تخلص تھے۔شروع شروع میں اپنے جدّ مادری شاہ محمد اجمل الہ آبادی کی نسبت سے ''اجملی'' تخلص کرتے رہے،بعد میں اسے موقوف کر کے ''سید'' تخلص رکھ لیا۔(۱) مصنّف نے اپنے مفصّل حالات اسی تذکرے کے خاتمہ میں درج کیے ہیں۔ان کی ولادت ۲۸ محرّم ۱۲۱۲ھ/۲۴ جولائی ۱۷۹۷ء کو ہوئی۔وہ والد کی طرف سے حسینی اور والدہ کی طرف سے عباسی سیّد تھے۔ان کے والد سید علی جعفر الہ آبادی (۲۶ ربیع الثانی ۱۱۹۲۔۵ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۹ھ/۱۷۷۸۔۱۸۳۳ء)،والدہ کی جانب سے شیخ غلام قطب الدین مصیب الہ آبادی کے دختر زادہ تھے اور یہ شیخ مصیب ،عمدۃ

* پروفیسر،شعبۂ فارسی،گورڈن کالج،راولپنڈی،رہائش:۶۹،ماڈل ٹاؤن،ہمک،اسلام آباد

المحدّثین شیخ محمد فاخرزایرالہ آبادی بن شیخ محمد یحییٰ المعروف بہ شاہ خوب اللہ الہ آبادی کے بیٹے تھے۔ مصنّف کے مادری اور پدری اجداد میں الہ آباد کے کئی اور نام ور مشائخ اور علما بھی شامل ہیں، جیسے شیخ محمد ناصر افضلی (۱۱۲۲۔۱۱۶۳ھ/۱۷۱۰۔۱۷۵۰ء)، شاہ محمد اجمل (۱۱شوال ۱۱۶۱۔غرہ ذی الحجّہ ۱۲۳۶ھ/۱۷۴۸۔۱۸۲۱ء)، شیخ محمد افضل ''محقر'' (۱۰ ربیع الاوّل ۱۰۳۸۔۱۵ ذی الحجہ ۱۱۲۴ھ/۱۶۲۸۔۱۷۱۲ء) وغیرہ۔ یہ پورا خاندان علماء وفضلاء اور مشائخ کی ایک کہکشاں ہے۔ الہ آباد میں دائرۂ اجملیہ اسی خاندان کے فردفرید شاہ محمد اجمل الہ آبادی سے منسوب ہے۔

مصنّف کہتے ہیں کہ طبیعت کی موزونی انھیں وراثت میں ملی تھی۔ شروع شروع میں اپنا کلام اپنے نانا شاہ محمد اجمل کو دکھاتے رہے، پھر اپنے والد سے بھی مشورہ لیتے رہے۔ اپنے دو خالووں، محمد اعلیٰ نجف اور شاہ ابوالمعالی اور چچا زین الدین ''بیمار'' اور شاہ محمد وارث سے بھی اصلاح لی۔ چار مرتبہ مولوی برہان الدین محمد اعظمی ساکن دیوہ سے مشورہ لیا۔ لیکن زیادہ تر مولانا روح الفیاض فایز (م ۶ ذیقعدہ ۱۲۵۲ھ/۱۸۳۷ء) ساکن قصبہ مئو کو کلام دکھایا کرتے۔ مصنّف کے دیگر اساتذہ میں جن سے انھوں نے نقلی اور عقلی علوم پڑھے، مولانا نورالحسن (والد کے چچا)، مولانا رضی الدین احمد الہ آبادی اور ان کے بیٹے مولانا نصیرالدین حیدر، مولوی محمد حنیف دھتوری ولایتی شامل ہیں۔

سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں اپنے والد کے مرید ہوئے اور انھی سے دیگر سلاسل قادریہ، سہروردیہ، مداریہ اور نقشبندیہ کی اجازتیں لیں۔ حدیث کی سند اپنے والد اور سید محمد ادریس مغربی محدّث سے لی تھی۔

مصنّف کو ایک خاص لگاو تاریخ گوئی سے تھا۔ انھوں نے قطعات تاریخ کہنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ خود ان کا پورا خاندان اور قریبی رشتہ دار تاریخ گوئی کے تمام طریقوں میں ماہر تھے۔ جس کے کئی نمونے اسی تذکرے میں مل جاتے ہیں۔

مصنّف نے متنوّع موضوعات پر تصانیف تیار کیں تھیں۔ خود کہتے ہیں کہ جب تعلیم وتعلّم سے ان کا دل بھر گیا تو ''بہ تألیف رسایل جدیدہ درعقاید وفقہ وسِیَر واخبار وآثار وقصص انبیا علیہم السلام پرداختم''۔ (۲) یعنی عقاید، فقہ، سیرت، تذکرہ کے موضوعات پر، اور انبیاء کے قصوں پر جدید رسائل لکھے۔ خودنوشت حالات میں اپنی ۲۳ مذہبی تصانیف کے اسماء لکھ کر اس جملے کا اضافہ کیا ہے: ''این ہمہ تألیفات تمام وکمال اند واکثری از آن متداول اند''۔ (۳) یعنی یہ سب تصانیف مکمل اور پوری ہو چکی ہیں اور ان میں اکثر متداول اور رائج ہیں۔ مصنّف نے اپنی چھ شعری تصانیف کا ذکر الگ کیا ہے اور ان کے بارے میں بھی یہی لکھا ہے کہ ''ہمہ مثنویات تمام وکمال اند''۔ (۴) ''تذکرۂ خازن الشعراء'' میں دیگر افراد کے تذکرے کے ضمن میں مصنّف نے اپنی کچھ اور کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ یہ کل ملا کر انتالیس (۳۹) نام بنتے ہیں۔ یہاں سب تصانیف کے نام حروف تہجی کی ترتیب سے لکھے جاتے ہیں:

۱۔اتحاف ارباب الحیات الارواح الاموات

۲۔ ''اثبات خلافت ابی بکر صدیق''، تصنیف شیخ محمد طاہر بن شاہ خوب اللہ الہ آبادی کا عربی سے فارسی ترجمہ (۵)

۳۔ ''اجملیہ''، مثنوی دراحوال وفات شاہ محمد اجمل الہ آبادی (۶)

۴۔ ''ادعیہ واعمال''

۵۔ ''اربعین فی مناقب خلفاء الراشدین''، جس کا اردو ترجمہ بھی کیا۔

۶۔ ''اظہار السعادۃ''، بشرح رسالہ اسرار الشہادۃ شاہ عبدالعزیز دہلوی

۷۔''انتخاب العقیدہ''
۸۔''بستان العاشقین''(فارسی مثنوی)،دودفتر، جامی کی سلسلہ الذہب کی طرز پر۔
۹۔''بسط الکلام فی فضائل شہر ذی الحجہ الحرام''
۱۰۔''تحفۃ الکبیر فی مناقب خلفاء الراشدین واصحاب التطہیر''،ضخیم کتاب ہے۔
۱۱۔''ترجمۂ رجال شمائل ترمذی''،دس سے زیادہ اجزا پر مشتمل ہے۔
۱۲۔''تقویۃ الایمان فی فضائل شہر رمضان''
۱۳۔''تکملۃ وفیات الاعلام''،شاہ خوب اللہ الٰہ آبادی کی تصنیف بسط الکلام فی وفیات الاعلام کا تکملہ ہے۔ (۷)

۱۴۔''خازن الشعراء یا واقعات النادرات''،زیر بحث تذکرہ
۱۵۔''خلاصۃ الانساب''،منظوم فارسی شجرہ نامہ جو خازن الشعرا میں نقل ہوا ہے (۸)

۱۶۔''خلاصۃ المناقب فی فضایل اھل البیت واصحاب سید آل غالب''
۱۷۔''دیوان ریختۂ شاہ غلام اعظم افضل'' کی ترتیب و تدوین (۹)، تذکرۂ خازن الشعراء کی تصنیف کے وقت مصنّف، شاہ غلام اعظم کے دوسرے دیوان کی ترتیب میں مصروف تھے۔
۱۸۔''دیوان شاہ خوب اللہ ''یحیٰ'' الٰہ آبادی کی ترتیب و تدوین۔ (۱۰)

۱۹۔''دیوان قصاید، غزلیات، رباعیات، مقطعات (فارسی)''۔
۲۰۔''سلک جواہر''(فارسی مثنوی)، جامی کی یوسف وزلیخا کے وزن پر۔ اسے مصنّف نے تذکرہ خازن الشعرا میں شامل کیا ہے۔
۲۱۔''صحیفۃ الفواید فی ذکر وفاۃ الوالد''
۲۲۔''صفیۃ فی ابطال التقیۃ''
۲۳۔''ضیاء القلوب فی سیر المحبوب''
۲۴۔''عشرۃ مبشرہ فی فضائل العشرہ''
۲۵۔''عقیدۃ الاصحاب فی حدیث الباب''، حدیث ''انا مدینۃ العلم وعلی بابھا'' مراد ہے۔
۲۶۔''غایۃ البیان فی دم مردان اھل فسق والعصیان''
۲۷۔''غایۃ التوضیح فی مشروعیۃ تسبیح''
۲۸۔''غایۃ المطالب فی بحث ایمان ابیطالب (عربی)''
۲۹۔''غرۃ الکمال فی فضائل شہر شوال''
۳۰۔''فتح الحسین''(فارسی مثنوی)، جس میں ماہ محرّم میں الٰہ آباد میں ہونے والے ایک ہندو مسلمان مناظرے کی روداد ہے۔
۳۱۔''فوائد جعفریہ''

۳۲۔''لوح محفوظ''، خلفاے راشدین،انصار،مہاجرین،اہل بیت کے مناقب میں چالیس احادیث کامنظوم ترجمہ ہے۔اسی کے آخر میں مصنّف نے اپنے نام تمام اجازت ناموں کوبھی جمع کردیا ہے۔ (۱۱)

۳۳۔''محاسن الاولیا''،مشائخ کا تذکرہ (۱۲)

۳۴۔''مطلوب الطالبین فی ذکراسماءرجال الاربعین''،رسالہ نجوم الابتداء کے خاتمہ میں جن چالیس احادیث کا بیان ہوا ہے،اس رسالہ میں صحاح ستہ کے مصنّفین اورائمہ مذاہب اربعہ کے حالات لکھے ہیں۔

۳۵۔''نان وکباب''(فارسی مثنوی)،شیخ بہائی کی نان وحلوا کے تتبع میں۔

۳۶۔''نجم الثاقب''(فارسی مثنوی)،جامی کی لیلی ومجنون کے وزن پر۔

۳۷۔''نجوم الابتداء بطالب الاقتداءفی الاربعۃ من الخلفاء''

۳۸۔''وسیلۃ القبول فی تعیین مولدالرسول المقبول''

۳۹۔''ہدایۃ الاحباب فی الکف عماشجربین اھل البیت والاصحاب''(۱۳)

مصنّف نے صرف''غایۃ المطالب فی بحث ایمان ابیطالب''کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ عربی زبان میں ہے،باقی کسی تصنیف کی زبان کی تصریح نہیں کی۔اس سے گمان ہوتا ہے کہ بقیہ تمام تصانیف فارسی زبان میں ہیں۔بعض کتابوں کے بارے میں یقین ہے کہ فارسی ہی میں ہیں اوروہ میں نے لکھ دیا ہے۔

مصنّف کے ایک بیٹے سید محمد بشیر ملقب بہ ابوالقاسم محمد تھے جن کے لیے انھوں نے ۲۷ جمادی الثانی ۱۲۷۱ھ کو''خازن الشعراء''کا ایک نسخہ اپنے ہاتھ سے کتابت کیا۔ (۱۴)

افسوس کہ جس شخص نے دوسروں کی تواریخ وفات لکھنے کا بے حد اہتمام کیا،ہمیں اس کی تاریخ وفات کا علم نہیں ہوسکا۔

تذکرۂ خازن الشعراء:

یہ تذکرہ انھوں نے سید محسن علی کان پوری کے کہنے پر سوادسے بیاض میں تبدیل کیا۔ (۱۵) اس سے قیاس ہوتا ہے کہ وہ اپنے ذوق کے مطابق ایک عرصے سے شعرا کے بارے میں یادداشتیں لکھ رہے تھے۔اس کا آغاز ۱۲۶۰ھ/۱۸۴۴ء میں اور اختتام ۱۲۶۵ھ/۱۸۴۹ء میں ہوااوراسی مناسبت سے اس کے دو تاریخی نام مقرر کیے۔خود لکھتے ہیں:

''این تذکرۂ واقعات النادرات کہ تاریخ ختم آن ازین لفظ برمی آید وموسوم ہم بہ این اسم است،ومشہور بہ تذکرۂ خازن الشعراء است کہ تاریخ افتتاح آن ازین لفظ برمی آید۔''(۱۶)

چون زراندودشدخزانۂ دل
یعنی این گنج یافت فکررسا
سیدم صاف ریختند بہ دل

نام وتاریخ ''خازن الشعرا'' (۱۷)

لیکن وہ اس کے بعد بھی اس پر اضافات کرتے رہے،جیسا کہ اپنے بھائی سید احمد کبیر شاہ عرف احمد جان کی وفات(۱۸ شعبان ۱۲۶۵ھ/۱۸۴۹ء) کا واقعہ یہ کہہ کر لکھا ہے ''بعدِ جمع این اوراق''۔ (۱۸)

یہ برّصغیر میں مصنّف کے معاصرین کا تذکرہ ہے۔ بعد میں مصنّف نے اس میں خاندانِ محمدیہ افضلیہ یحیائیہ (الٰہ آباد) کے متوسلین کے حالات شامل کرکے اس کی افادیت دوچنداں کردی ہے۔اس طرح اب یہ محض شعرا کا تذکرہ نہیں رہا، بلکہ ایسے مشائخ اور علما کا تذکرہ بن گیا ہے جو شعر بھی کہتے تھے۔مصنّف نے ہر شاعر کے تخلص کو بنیاد بنا کر،حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق ،ان کے حالات لکھے ہیں۔خاتمہ میں اپنے حالات بھی لائے ہیں۔حالات نگاری میں یہ التزام دیکھنے میں آیا ہے:

تاریخ پیدائش ووفات دی ہے۔

شجرۂ نسب اور وطن/مسکن بتایا ہے۔

اگر اپنے خاندان کا فرد ہے تو اس سے اپنی رشتہ داری کی نوعیت بتائی ہے،اگر صاحبِ ترجمہ کا خاندان کے بزرگوں سے عقیدت کا رشتہ تھا تو اس کا اظہار کیا ہے۔

صاحبِ ترجمہ کی علمی تصانیف کے نام لکھے ہیں۔

مختلف مناسبتوں سے قطعات تاریخ درج کیے ہیں۔

اپنے ماٰخذ کا ذکر کیا ہے۔

اس میں مجموعی طور پر ایک سو نواسی (۱۸۹) شعرا کے حالات درج ہوئے ہیں۔ (۱۹)

فہرست شعراء:

خود مصنّف نے شعراء کے ناموں کی فہرست برحسبِ تخلص تیار کی تھی اور ۶ رجب ۱۲۷۱ھ کو اپنے ہاتھ سے لکھ کر تذکرے کے ساتھ لگائی۔یہاں مصنّف کے الفاظ ہی میں لکھی گئی فہرست دی جارہی ہے،البتہ اس میں تبدیلی یہ کی گئی ہے کہ مصنّف نے ہجائی ترتیب میں صرف پہلے حرف کی رعایت رکھی تھی، جب کہ میں نے تمام حروف کو مدّنظر رکھ کر اس فہرست کی ترتیب نو کی ہے تا کہ شاعر تلاش کرنے میں سہولت ہو۔نیز ہر نام کے آگے مطبوعہ تذکرے کے صفحہ کا حوالہ بھی دے دیا ہے۔

فہرست اسامی مندرج در خازن الشعراء

الف

آثم تخلص،مولوی عزیز اللہ الٰہ آبادی　۶۵

آرزو تخلص،سراج الدین علی خان دہلوی　۶۳

آزادتخلص، میر غلام علی آزاد بلگرامی ۱۸

آگاہ تخلص، خواجہ عبداللہ عظیم آبادی ۲۹

اجمل تخلص، شاہ محمد اجمل بن شاہ محمد ناصر ۳۴

اجملی تخلص، فقیر جامع اوراق ۲۹

احقر تخلص، میر سید محمد ساکن کالپی ۷

اختر تخلص، قاضی محمد صادق خان متوطن بندر ہُبلی ۸۴

اسحاق تخلص، محمد اسحق خان محمد شاہی ۲۰

اسد تخلص، مفتی محمد اسداللہ بن مولوی کریم علی مرحوم ۸۲

اسلم تخلص، مولوی محمد اسلم الہ آبادی مرید شاہ خوب اللہ ۲۱

اشرف تخلص، شاہ محمد حسن بن شاہ محمد زمان الہ آبادی ۸۶

افتخار تخلص، میر عبدالوہاب دولت آبادی تلمیذ میر آزاد ۷۰

افسری تخلص، شیخ کمال مرید حضرت سید محمد کالپوی ۱۲

افضل تخلص، شاہ غلام اعظم نبیرۂ شاہ محمد اجمل ۷۱

افضلی تخلص، شیخ محمد ناصر بن شاہ خوب اللہ الہ آبادی ۲۳

افقر تخلص، شیخ محمد فیض اللہ برادر حقیقی شاہ خوب اللہ ۱۱

الطاف تخلص، شاہ الطاف رسول بن حاجی شاہ محمد وارث ۸۵

الفت تخلص، اجاگر چند قوم کایستھ ۲۱

الفت تخلص، میر محمد حنیف برادر میر افضل ثابت ۱۵

الفتی تخلص، میر غیاث الدین نعمت الٰہی ۵۴

امیر تخلص، مولوی سید امیر حیدر نبیرہ میر غلام علی آزاد بلگرامی ۸۳

انجام تخلص، عمدۃ الملک امیر خان محمد شاہی ۵۲

انشا تخلص، میر انشاء اللہ خان لکھنوی پسر میر ماشاء اللہ خان ۲۷

انصاف تخلص، شیخ محمد یحیٰ جونپوری مرید شاہ خوب اللہ ۲۲

ایجاز تخلص، ذوالقدر خان دہلوی ۲۱

ب

برہان تخلص، آقا صالح صفاہانی ۹۲

بسمل تخلص، خواجہ عبدالعزیز گورکھپوری مرید شیخ محمد افضل الہ آبادی ۸۸

بہار تخلص، منشی جگل کشور الہ آبادی تلمیذ مصیب	۹۲
بیخبر تخلص، میر عظمت اللہ بن شاہ لدھا بلگرامی	۹۴
بیخود تخلص، میر بیخود فتح پوری از متوسلان شاہ خوب اللہ	۹۳
بیمار تخلص، میر زین العابدین نوادہ ای از دختر اول شیخ محمد افضل	۹۰

ت

تائبی تخلص، شیخ عبد النبی جد ماجد شیخ محمد افضل	۹۵
تمنا تخلص، شیخ پیر محمد ردولوی	۹۶

ث

ثابت تخلص، میر افضل ثابت الہ آبادی	۹۷
ثبات تخلص، علی عظیم پسر میر افضل ثابت	۹۹
ثنا تخلص، میر آیۃ اللہ تلمیذ شیخ علی حزین	۱۰۰

ج

جانی تخلص، شاہ جانی سرونجی خلیفۂ میر سید احمد کالپوی	۱۰۲
جعفر تخلص، والد ماجد فقیر جامع تذکرہ یعنی سید علی جعفر محمدی الہ آبادی	۱۰۳
جنون تخلص، خواجہ ابوالفتح خان مرید شیخ محمد افضل	۱۰۰
جنون تخلص، شاہ غلام مرتضی بن شاہ تیمور الہ آبادی	۱۰۱

چ

چشتی تخلص، شیخ عباد اللہ برادر خورد شاہ خوب اللہ الہ آبادی	۱۱۲

ح

حاکم تخلص، حکیم بیگ خان صاحب تذکرۂ مردم دیدہ از محبان شاہ غلام قطب الدین مصیب الہ آبادی	۱۲۷
حزین تخلص، شیخ علی حزین گیلانی ثم البنارسی	۱۲۰
حسن تخلص، مولوی سید نور الحسن نوادہ صبیہ شاہ خوب اللہ الہ آبادی	۱۱۸
حقیر تخلص، مولانا کمال الدین محمد بن شیخ محمد افضل الہ آبادی	۱۱۲
حکمت تخلص، مولوی محمد عوض جونپوری از برادران وطن	۱۱۹
حکیم تخلص، ملا محمد سعید یکی از احبای شاہ مصیب	۱۱۹

حیدر تخلص، شاہ غلام حیدر بن شاہ غلام قطب الدین مصیب الہ آبادی ۱۱۶
حیرت تخلص، شاہ محمد علیم نوادہ شاہ خوب اللہ الہ آبادی ۱۱۴

خ

خادم تخلص، مولوی خادم حسین خان بن مولوی عبدالقادر خان مرحوم بنارسی ۱۳۱
خرد تخلص، خواجہ یحییٰ خان سمرقندی یکی از احبای حضرت مصیب قدس سرہ ۱۲۹
خرد تخلص، ملا جلال الدین جونپوری یکی از احبای حضرت مصیب ۱۳۲
خورشید تخلص، مولوی خورشید علی بن شیخ محمد سمیع نوادہ شیخ محمد افضل الہ آبادی ۱۳۰
خیال تخلص، سید محمد احمد آبادی تلمیذ ثابت ۱۳۲

د

دردمند تخلص، فقیہ صاحب دکھنی تلمیذ امیر مرزا مظہر کتو اپوری بنارسی ۱۳۳
درویش تخلص، شیخ درویش محمد نوادہ دختر شیخ محمد افضل الہ آبادی ۱۳۲

ذ

ذاکر تخلص، مولوی ذاکر علی کتو اپوری بنارسی ۱۳۴

ر

راحت تخلص، میر عبدالرسول کشمیری از یاران شیخ محمد فاخر زایر ۱۳۹
راز تخلص، محمد عوض خان نیشابوری ۱۳۶
رشید تخلص، میر عبدالرشید جالبی ۱۴۰
رضا تخلص، شاہ علی رضا فرزند دختر ملا جمال الدین احمد ۱۳۶
رفعت تخلص، حضرت سید محمد یوسف بن شاہ فضل دین بن سید احمد کالپوی ۱۳۶
رفعت تخلص، قاضی میر مراد علی خان مرحوم الہ آبادی نوادۂ شیخ لطف اللہ ۱۳۹
رفیق تخلص، ملا حسن نامی ولایتی صفاہانی الاصل ۱۳۸
رنگین تخلص، منشی بلاس رای الہ آبادی ۱۳۸
رونق تخلص، حکیم حبیب ملازم صمصام الدولہ ۱۳۶
رونق تخلص، منشی رام سہای لکھنوی از احبای جامع اوراق ۱۴۱

ز

زائر تخلص، حاجی الحرمین شیخ محمد فاخر محدث بن شاہ خوب اللہ الہ آبادی ۱۴۱

زوار تخلص، شیخ محمد ماہ غازی پوری مرید و تلمیذ حضرت زائر ۱۵۶

س

سامان تخلص، مولوی احمد اللہ کشمیری استاد سیف الدین محمد خان ناظم الہ آبادی ۱۵۷

ساکن تخلص، مرزا عنایت بیگ دہلوی تلمیذ مرزا فاخر مکین ۱۵۸

سپاہی تخلص، غلام اسماعیل انصاری الہ آبادی ۱۶۰

سجاد تخلص، میر علی سجاد بن سید صفدر علی ۱۵۸

سرخوش تخلص، محمد افضل دہلوی تلمیذ موسوی خان فطرت ۱۵۸

سمیع تخلص، شیخ محمد سمیع بن شیخ غلام رضا بن شیخ غلام بدیع الدین فرزند دختر شیخ محمد افضل الہ آبادی ۱۶۲

ثنا تخلص، ثناء اللہ سنبھلی نقشبندی تلمیذ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۱۶۰

ش

شاد تخلص، ادیب چند پنڈت الہ آبادی ۱۷۰

شایق تخلص، محمد جواد نام دہلوی ثم الہ آبادی ۱۶۵

شفیع تخلص، میر محمد شفیع ملطانی تلمیذ ثابت الہ آبادی ثم الدھلوی ۱۶۴

شوق تخلص، شیخ خدا بخش الہ آبادی ۱۶۸

شہید تخلص، شیخ غلام حسین برادر اعیانی شیخ اسد اللہ غالب نوادہ شیخ محمد افضل الہ آبادی ۱۶۴

شہید تخلص، مولوی غلام امام امیٹھوی ثم الہ آبادی ۱۶۹

شہید تخلص، شیخ غلام حسین غازیپوری ہمعصر مصیب ۱۷۰

شیون تخلص، میر احسن علی عظیم آبادی حضرت از یاران حضرت مصیب ۱۶۴

ص

صابر تخلص، شیخ محمد اسد اللہ نوادہ شیخ محمد افضل ۱۷۱

صاحب تخلص، سید صاحب عالم مارہروی سلمہ ۱۷۱

صاحب تخلص، محمد مسیح کاہی از ہمعصران حضرت مصیب ۱۷۱

صادق تخلص، مولوی محمد صادق الہ آبادی ۱۷۴

صانع تخلص، شیخ نظام الدین احمد بلگرامی ۱۷۳
صفیری تخلص، شخصی جونپوری است۔ ۱۷۵

ط

طالع تخلص، میر عبدالعلی حسنی صفاہانی ۱۷۹
طاہر تخلص، غلام شیخ محمد طاہر مہین پور شاہ خوب اللہ ۱۷۵
طوفان تخلص، مولانا طوفان مازندرانی صفاہانی ۱۸۲

ظ

ظاہر تخلص، ملا محمد سعید نامی از خادمان نواب خانجہان بہادر الہ آبادی ۱۸۲

ع

عارف تخلص، محمد عارف بلگرامی ۲۰۲
عارف تخلص، مولانا محمد عارف اکبر آبادی ۱۸۹
عاشق تخلص، نواب سعید اللہ خان غازیپوری ۱۸۶
عاصی تخلص، شیخ سعد اللہ برادر کلان شاہ خوب اللہ ۱۸۳
عاصی تخلص، مرزا امداد اللہ بیگ الہ آبادی ۱۸۸
عاقل تخلص، مرزا عاقل مخاطب دانشمند خان شاہجہان آبادی ۲۰۱
عالی تخلص، حضرت شاہ ابوالمعالی بن حضرت شاہ اجمل الہ آبادی ۱۸۹
عبرت تخلص، خواجہ عبداللطیف خان مرید حضرت شیخ محمد افضل ۱۸۴
عرفان تخلص، سلطان ابوسعید بن شاہ فضل اللہ کالپوی ۱۸۲
عسکری تخلص، میاں عسکری بن محمد عاشق ہمت مخلص الہ آبادی ۲۰۱
عشقی تخلص، سید برکت اللہ عرف ابوالبرکات مارہروی ۲۰۲
عطائی تخلص، شیخ عبدالکریم جونپوری ۲۰۳
علی تخلص، میاں ناصر علی سرہندی قدس سرہ مرید خواجہ محمد معصوم سرہندی ۱۹۵
عنایت تخلص، سید شاہ عنایت اللہ لاہوری الہ آبادی ۱۹۷

غ

غالب تخلص، شیخ محمد اسد اللہ نوادہ شیخ افضل الہ آبادی ۲۰۴
غریب تخلص، سید کریم اللہ بلگرامی ابن الابن شاہ لدھا ۲۰۵

ف

فارغ تخلص، سید غلام مصطفیٰ برادرزادہ شاہ لدھا بلگرامی ۲۱۰
فائز تخلص، محمد ثابت اکبرآبادی بن مولانا محمد عارف اکبرآبادی ۲۰۷
فائز تخلص، استاد مولف مولانا روح الفیاض ۲۲۰
فخر تخلص، آغا فخرا ایرانی محمد شاہی ۲۲۰
فدا تخلص، مرزا محمد الہ آبادی ۲۱۳
فراق تخلص، مرزا مرتضیٰ علی بیگ پسر وزیر شاہ عباس ۲۱۲
فرد تخلص، میر اسداللہ برادرزادہ فارغ ۲۱۱
فروغ تخلص، مرزا محمد علی شاہزادہ صفاہانی مقیم ہند ۲۰۹
فصیح تخلص، مولوی محمد فصیح برادر اعیانی حاجی محمد یاسین جونپوری استاد حضرت مصیب الہ آبادی ۲۲۲
فضل تخلص، سید فضل مولی خان افضل الشعرای پادشاہ دہلی ۲۱۴
فضلی تخلص، عارف خدا آگاہ میر سید شاہ فضل اللہ بن سید احمد بن حضرت میر سید حضرت ساکن کالپی ۲۰۶
فقیر تخلص، میر شمس الدین دہلوی ۲۱۵
فقیر تخلص، میر نوازش علی خلف میر عظمت اللہ بلگرامی ۲۱۰
فیض تخلص، محمد فیض از مسترشدان حضرت شاہ خوب اللہ الہ آبادی ۲۰۸

ق

قابل تخلص، خواجہ محمد پناہ کشمیری تلمیذ مرزا بیدل ۲۲۶
قاری تخلص، شیخ عبدالرسول قاری دہلوی ۲۲۶
قانع تخلص، شیخ غلام علی خلف شیخ غلام محمد خانجہانی الہ آبادی ۲۲۳
قبول تخلص، مرزا عبدالغنی کشمیری ۲۲۸
قتیل تخلص، مرزا محمد حسن قتیل لکھنوی ۲۳۰
قدسی تخلص، سید محمد خان مرحوم برادر اعیانی مولف ۲۲۸

ک

کاشفی تخلص، حضرت میر سید احمد کالپوی ۲۳۲
کافر تخلص، میر سید علی نقی مسافر مادح حضرت مصیب ۲۴۴
کامل تخلص، سید احمد جان مرحوم برادر خرد مولف ۲۳۹

گ

گداز تخلص، شاہ شکر اللہ جونپوری ۲۴۴

گرامی تخلص و نام، پسر مرزا عبدالغنی کشمیری ۲۴۵

گلشن تخلص، شیخ سعداللہ مرید شاہ گل سرہندی ۲۴۵

ل

لایق تخلص، میر محمد مراد جونپوری کہ در عنفوان جوانی بہ تبریز برای ملاقات میرزا صائب رفتہ ۲۴۶

م

متین تخلص، عبدالرزاق ایرانی الاصل ثم لکھنوی ۲۷۴

محبت تخلص، نواب محبت خان پسر نواب حافظ رحمت خان ۲۷۶

محزون تخلص، مولوی غلام حسین الہ آبادی از خوش باشان الہ آباد ۲۷۹

محقر تخلص، حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی ۲۴۸

محمد تخلص، شاعری از تلامذہ حضرت شاہ خوب اللہ ۲۴۷

محیط تخلص، مرزا محیط الدین خان مشہدی ۲۸۳

مخلص تخلص، آنندرام اکبرآبادی ۲۹۳

مشرب تخلص، بھوری سنگھ اکبرآبادی ۲۹۲

مصحفی تخلص، شیخ غلام ہمدانی لکھنوی ۲۹۲

مصدر تخلص، میر ماشاءاللہ خان ۲۷۵

مصیب تخلص، شاہ غلام قطب الدین نبیرہ شاہ خوب اللہ الہ آبادی ۲۵۷

مضطر تخلص، شیخ علی بخش بن شیخ سپاہی الہ آبادی ۲۷۷

مظہر تخلص، مرزا جان جانان مظہر شہید دہلوی ۲۸۳

معنی تخلص، میر علی اصغر انصاری از معتقدین حضرت میر سید محمد کالپوی ۲۷۲

مفتون تخلص، شیخ مومن علی کاکوروی ۲۹۳

مکین تخلص، مرزا فاخر دہلوی ثم لکھنوی ۲۸۶

ملتمس تخلص، منشی بلاغت نشان مولوی مہدی کورہوی ۲۷۸

منت تخلص، میر قمرالدین دہلوی تلمیذ میر شمس الدین فقیر ۲۷۳

منتظر تخلص، شیخ عبداللہ نام از مخصوصان مصیب بودہ ۲۸۲

ن

ناصر تخلص، محمد ناصر خان داماد محمد قاسم خان عالیجاہ ۲۹۸

ناطق تخلص، گل محمد خان صفاہانی ثم لکھنوی ۳۰۶

نجف تخلص، شاہ محمد اعلیٰ بن شاہ محمد علیم حیرت الہ آبادی ۲۹۶

نجفی تخلص، شاہ غلام خوب اللہ عرف پادشاہ میاں مہین پورِ شیخ محمد ناصر افضلی ۲۹۴

نزہت تخلص، مولوی برہان الدین محمد ساکن دموہ برادرزادہ مولوی شاہ ذوالفقار علی حقیر ۳۰۳

نسیم تخلص، شیخ محمد ماہ غازیپوری کہ اول تخلص نسیم می کرد، بعدز وار تخلص کردہ ۲۹۸

نصیر تخلص، شاہ محمد نصیر محبّ الٰہی کہ در ضمن آن احوال شاہ محبّ اللہ آمدہ است ۳۰۰

نظمی تخلص، مرزا منشی مولراج الہ آبادی تلمیذ حیرت الہ آبادی ۳۰۶

نقش تخلص، میر نقش علی لکھنوی ۳۰۰

نقی تخلص، محمد نقی خلف حضرت شاہ گل سرہندی ۲۹۹

نوا تخلص، ظہور اللہ خان بدایونی مخلص شاہ محمد اجمل الہ آبادی ۳۰۷

نوید تخلص، مرزا غلام علی بیگ مغول کوتوال الہ آباد کہ از احبای شاہ محمد فاخر و شاہ محمد ناصر بودہ ۲۹۹

نوید تخلص، میر نور الدین دہلوی ۲۹۹

نیاز تخلص، جمال الدین دہلوی ۲۹۹

و

واجد تخلص، خواجہ محمد واجد ۳۱۵

وارث تخلص، حاجی شاہ محمد وارث الہ آبادی ۳۰۹

وارد تخلص، مرزا محمد شفیع صفاہانی ۳۱۲

وارد تخلص، میاں محمدی ہمشیرہ زادہ مولوی نور العین واقف ۳۱۸

وارستہ تخلص، نواب حسن قلی خان ناظم چاٹگام مخلص زایر ۳۱۰

واقف تخلص، مولوی نور العین لاہوری بٹالوی ۳۱۶

وحدت تخلص، میاں شیخ عبدالاحد، عرف شاہ گل سرہندی ۳۱۳

وداد تخلص، شاعری ہمعصر مصیب ۳۱۶

وصالی تخلص، میر سید فتح محمد معاصر شیخ محمد فاخر ۳۱۵

وفا تخلص، مرزا احمد علی ہمدانی ثم الہ آبادی ۳۱۳

ھ

ہاتف تخلص، مرزا انور علی لکھنوی تلمیذ مرزا فاخر مکین ۳۲۲

ہادی تخلص، مولوی عبدالہادی امامی ۳۲۰

ہمت تخلص، محمد عاشق گورکھپوری ثم الہ آبادی ہمت خانی ۳۱۸

ی

یحیای تخلص، میر عبدالرسول خلیفہ کارکردہ حضرت شاہ خوب اللہ الہ آبادی ۳۳۳

یحییٰ تخلص، حضرت شیخ محمد یحییٰ، عرف شاہ خوب اللہ الہ آبادی، ذکر حافظ امان اللہ بنارسی

مرید و خلیفہ حضرت شاہ خوب اللہ الہٰ آبادی ۳۲۳

یسین تخلص، شیخ یسین بنارسی از مسترشدان حضرت شیخ محمد افضل الہٰ آبادی ۳۳۰

یوسف تخلص، میر محمد یوسف دختر زادہ میر عبدالجلیل بلگرامی دایی میر غلام علی بلگرامی آزاد تخلص ۳۳۱

تذکرے کی خوبیاں:

تذکرے کے کچھ اور محاسن بھی ہیں، جیسے:

بعض صاحبانِ سوانح کے خطوط نقل کیے ہیں، جیسے شاہ عبدالعزیز دہلوی کا خط بنام شاہ محمد اجمل الہ آبادی؛ میرزا مرتضی قلی بیگ ایرانی متخلص بہ فراق کا خط بنام شاہ مصیب؛ نواب حسن قلی خان بہادر وارستہ کے چار رقعات بنام شیخ محمد فاخر زائر الہ آبادی۔ (۲۰)

مصنّف کا اسلوب عمومی طور پر سہل ہے۔ خود کہتے ہیں چونکہ یہ تذکرہ فارسی میں ہے لہذا وہ اس میں عربی عبارات لانے کے روادار نہیں ہیں (۲۱) اور ریختہ کو بھی نظر انداز کیا ہے، (۲۲) اس کے باوجود چند شعرا کے اردو اشعار محفوظ ہو گئے ہیں۔ اشعار یہ ہیں:

موہے پیچھے مولا جانے کون پاپی، کون پُنی ہے
عشق اللہ و علی وی جانیں، جن کو علم لدنی ہے
خوب دیکھا تو یہ دونوں بہتر، یہ ہیرا، وہ پنی ہے
سچ کہو تو گردن ماریں، تن شیعہ، تن [کذا: من] سنی ہے

(محمد یحیی انصاف)

یوں ہی بے شغل ہمارا کوئی دل رہتا ہے
ایک قاتل اسے ہر آن میں مل رہتا ہے

(انشاء اللہ خان انشا)

رہنے دے زمین پر مجھے آرام یہی ہے
میں نقش کف پا ہوں، میرا کام یہی ہے

(غلام حسین شہید غازیپوری)[۲۳]

شیخ محمد علی حزین لاہیجی کا اہلِ ہند کے ساتھ جو معارضہ اور معرکہ رہا ہے، یہ تذکرہ اس کے کئی پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے، مثلاً شاہ محمد اجمل نے حزین کی ان رباعیات کا رباعی میں جواب دیا ہے جو اس نے ہندوستان کی ہجو میں کہیں تھیں، یہ رباعیات اس تذکرے میں نقل ہوئی ہیں۔[۲۴]؛ نیز سراج الدین علی آرزو[۲۵]، علی عظیم ثبات[۲۶]، حزین[۲۷] شمس الدین فقیر[۲۸] اور نور العین واقف[۲۹] کے تراجم میں اس معارضے کے اشارات موجود ہیں۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مصنّف کے ایک جدّ شیخ غلام قطب الدین مصیب خاص طور پر حزین سے ایک علمی مشکل حل کروانے الٰہ اباد سے بنارس گئے تھے اور حزین ان سے بڑے احترام سے پیش آئے تھے۔ اس ملاقات کا دلچسپ احوال اس تذکرے میں موجود ہے۔[۳۰]

میرزا فاخر مکین کی بھی اپنے ہم عصروں سے چشمک رہتی تھی۔ ان کی حمایت اور مخالفت کرنے والے دو گروہ موجود تھے۔ موہن لال انیس کا تذکرہ انیس الاحبا صرف مکین کے شاگردوں کا تذکرہ ہے۔[۳۱] خازن الشعراء میں مکین کا مصنّف کے جدّ مصیب کے ساتھ معارضہ کا ایک طویل واقعہ درج ہوا ہے۔[۳۲]

بعض معاصر تذکروں اور تذکرہ نویسوں کے بارے میں مصنّف نے اپنی رائے ظاہر کی ہے۔ ریاض الشعرا کے حوالے سے علی قلی خان والہ کے بارے میں لکھا ہے کہ ''تطویل محلّ عادت اوست''،[۳۳] یعنی بات کو طول دینا اس کی عادت ہے اور میر شمس الدین فقیر کے حالات کے اندراج کی مثال دی ہے۔ مصنّف نے یہ اعتراض اس لیے کیا ہے کہ والہ نے اپنے تذکرے میں میر فقیر دہلوی کے دو رسائل وافیہ فی علم القافیہ اور خلاصۃ البدیع بتمام وکمال اور مثنوی والہ وسلطان کا بیشتر حصہ نقل کر دیا ہے۔[۳۴] میر نقش علی لکھنوی کے تذکرہ باغ معانی کے بارے میں مصنّف نے شاہ محمد اجمل الٰہ آبادی کی رائے نقل کی ہے جنھوں نے نقش سے اس کا نسخہ لے کر دیکھا تھا، کہتے ہیں: ''الحقّ، کہ تذکرۂ متین بہ نازکی تمام تألیف نمودہ کہ بہ این ضخامت وتطویل، بہ متانت اوکمتر دیدہ شدہ''،[۳۵] یعنی بے شک، ایک سنجیدہ تذکرہ، تمام تر نازکی کے ساتھ تصنیف کیا ہے۔ اتنا ضخیم اور طویل تذکرہ، ایسی نزاکت کے ساتھ کم دیکھنے کو ملا ہے۔[۳۶]

راقم السطور کے لیے اس تذکرے میں درج بعض معلومات نادر ہیں یا اپنی نوعیت سے منفرد ہیں۔ مثال کے طور پر سراج الدین علی خان آرزو کے بارے میں لکھا ہے کہ شب وروز عیّاشی اور شراب نوشی میں مشغول رہتے تھے، اور اپنے جدّ شیخ غلام قطب الدین مصیب سے یہ بات نقل کی ہے کہ میرزا مظہر جان جانان، جو آرزو کے دوست تھے، کہا کرتے تھے کہ میں حیران ہوں کہ دن رات کی اس عیاشی کے باوجود، آرزو نے اس کثرت سے تصانیف کے لیے وقت کہاں سے نکالا! قابلیت اور عمدگی کے باوصف آرزو کے مزاج پر پھکڑ پن غالب تھا۔ کہتے ہیں اپنی موت سے چند ماہ قبل شراب نوشی اور برے کاموں سے توبہ کر لی تھی۔[۳۷]

بلگرام کے علمی خانوادہ کے گل سرسبد، میر غلام علی آزاد ہیں۔ میر آزاد کے مصنّف کے خانوادہ سے تعلقات تھے۔ اس لیے اس تذکرے میں بلگرام کے کئی معاصر افاضل کے بارے میں قیمتی معلومات جمع ہو گئی ہیں۔: ''واضح باد کہ ذکر شعرای بلگرام در این تذکرہ بہ اسباب چند است، خصوصاً بہ این سبب کہ سلسلۂ خاندان ما وایشان بہ خاندان حضرت کالپی ما۔ قدّست اسرارھم۔ می رسد ونیز میر آزاد ترجمۂ اجداد والانژاد

ماوشیوخ کرام الہ آباد بہ احسن وجوہ درتذکرۂ سروآزادکردہ۔" (۳۸)

جیسا کہ سطور بالا میں بتایا گیا ہے کہ مصنف کو تاریخ گوئی سے بے حد دلچسپی رہی ہے اور اس تذکرے میں متعدد قطعات تاریخ مختلف مناسبتوں سے درج ہوئے ہیں۔ دو مقامات پر مصنف نے اس ضمن میں خصوصی التزام کیا ہے۔ ایک، شیخ غلام قطب الدین مصیب کے حالات میں لکھا ہے کہ ان کی تاریخ وفات (۱۲۸۷ھ)، قاضی محمد عمر بن علی خان کاکوروی نے آیت "و من یخرج من بیتہ مھاجراًالی اللّٰہ و رسولہ" سے نکالی اور اس میں ایسی صنعت رکھی کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ قاضی کاکوروی نے اس ضمن میں عربی میں ایک مختصر تاریخی رسالہ لکھا جسے مصنف نے نقل کر دیا ہے۔ (۳۹) خود مصنف نے تذکرہ کے خاتمہ میں اپنی کہی ہوئی تاریخیں جمع کر دی ہیں۔ (۴۰)

اہل علم کی علمی ضروریات پورا کرنے کے لیے انھیں کتب مہیا کرنا، ان سے کتابیں مخفی رکھنا، خوب سے خوب تر کی جستجو میں اپنی پہلی تصانیف ضایع کر دینا، اخلاف کی نا اہلی کی وجہ سے اسلاف کی کتب ضایع ہو جانا، یہ کچھ ہمارے معاشرے میں ہوتا رہا ہے۔ اس کی ایک جھلک اس تذکرے میں بھی ملتی ہے۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی کا ایک خط شاہ محمد اجمل الہ آبادی کے نام نقل ہوا ہے۔ غالباً شاہ محمد اجمل نے شاہ صاحب سے تحفۂ اثنا عشریہ کا نسخہ مانگا تھا، اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ ان کے پاس تحفہ کا ایک ہی نسخہ تھا وہ بھی نقل نویسوں کی دست مالی سے فرسودہ اور خستہ ہو چکا ہے، لہٰذا انھوں نے دیا ہے کہ کاتبوں سے لکھوایا جائے، ایک نقل پر دس بارہ روپے صرف ہوتے ہیں جو کتابت اور کاغذ کی اجرت ہے۔ (۴۱)

میر محمد افضل ثابت الہ آبادی کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ ہر سال اپنا تدوین شدہ دیوان یہ کہہ کر دھو دیتے تھے کہ اگلے سال اس سے بہتر لکھیں گے۔ (۴۲)

خواجہ ابوالفتح خان جنون کا دیوان مصنف کے خاندانی کتب خانے سے اس لیے ضایع ہو گیا کہ مصنف کے بعض رشتہ دار یہ خیال کرتے تھے کہ ان کی وفات کے بعد یہ کتابیں مصنف کو منتقل ہو جائیں گی، لہٰذا انھوں نے دوسروں کو دے دیں۔ مصنف افسوس کے ساتھ لکھتے ہیں کہ اکثر بزرگوں اور بالخصوص عظیم آباد کے ان خواجگان کے دواوین، جن میں خواجہ عبداللطیف خان عبرت کا کلیات بھی شامل ہے، نا اہل افراد کو منتقل ہو گئے۔ (۴۳)

شاہ مرتضی جنون الہ آبادی کی کتب محض اس وجہ سے ضایع ہو گئیں کہ ان کی اولاد سے کوئی صاحب لیاقت نہ تھا۔ (۴۴)

مولانا کمال الدین محمد حقیر الہ آبادی اور ان کے بھائی مولانا جمال الدین احمد الہ آبادی دونوں صاحبِ کثیر التصانیف تھے۔ ان کی کتابیں ان کے نواسوں کے پاس تھیں۔ یہ نواسے اس قدر ممسک تھے کہ کتاب کا ایک ورق بھی کسی کو نہ دیتے تھے [نہ دکھاتے]، حالاں کہ وہ خود بھی ان کتابوں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے تھے۔ "نصف دلم خوش کہ کتاب از من است" کے مصداق حتی الوسع کتابیں چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ (۴۵)

یہ تذکرہ جیسا کہ کہا گیا، زیادہ تر الہ آباد کے علمی رجال کے گرد گھومتا ہے اور وہاں کی علمی فضا کو بیان کرتا ہے، بالخصوص دائرۂ اجملیہ کا جو علمی ماحول تھا، اس کو بیان کرتا ہے۔ مصنف نے شیخ غلام قطب الدین مصیب کا ایک بیان ان کی تصنیف تحفۃ الامرا سے نقل کیا ہے کہ ان کے زمانے میں الہ آباد شہر میں عجیب رونق تھی۔ بالخصوص شیخ مصیب کے مدرسے میں شب و روز سوائے علم، حدیث، فقہ کے ذکر کے اور کوئی کام نہ تھا۔ شاعروں کی اس قدر نشستیں ہوتی تھیں کہ زبان اس کے بیان سے قاصر ہے۔ (۴۶)

تذکرے کی خامیاں:

تذکرہ میں کچھ خامیاں بھی ہیں۔

مصنف نے شعرا کے کلام پر بہت کم تبصرہ کیا ہے اور جاندار تنقید کے نمونے کم ہی ملتے ہیں۔ تنقید کے نمونے اس طرح کے ہیں، مثلاً واقف بٹالوی کے بارے میں لکھا ہے کہ خوب شعر کہتے تھے۔ ان کے کلام میں درد اور سوز و گداز بہت ہے اور ان کا اسلوب جداگانہ ہے [''طرز او علیحدہ است'']... غزل کے عاشق ہیں... ان کا کلام دل کے تار چھیڑتا ہے اور ذوق سے عاری نہیں ہے۔ کلام میں پختگی ان کی بات سے ظاہر ہے۔ میں نے اپنے بعض ہم عصر شعرا سے یہ بات سنی کہ واقف کہا کرتے تھے کہ مولوی [رومی] کے قول سے سند نہیں لینی چاہیے بلکہ شیخ علی حزین کا قول مستند ہے! معلوم نہیں واقف نے بات کیوں کہی؟ (۴۷)

انتخاب کلام کے لیے مصنف نے اگرچہ طے یہ کیا ہے کہ براہ راست دواوین سے انتخاب کیا جائے، لیکن اس میں انھیں کہیں کہیں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ اور انھیں بیاضوں اور تذکروں پر زیادہ انحصار کرنا پڑا۔ ناصر علی سرہندی کے انتخاب کلام میں لکھا ہے: ''دیوان علی بہ نظر فقیر نگذشتہ، از سفاین و تذکرہ ہا چیدہ شد۔'' (۴۸) حیرت ہے ناصر علی جیسے شاعر کا دیوان، جو ہندوستان میں متداول تھا، مصنف کو نہیں ملا۔ یہی حال میرزا فاخر مکین دہلوی کے انتخاب کا ہے ''دیوانش وقت تحریر این تذکرہ بہ دست نیامد، چند ابیات از سفینۂ او برآوردہ این جا نوشتہ شد۔'' (۴۹) دوسروں کی بیاضوں سے نمونۂ کلام دینے سے یہ نہیں پتہ چلتا کہ خود مصنف کا ذوق اور پسند کیا تھی؟

تذکرہ کے مآخذ:

مصنف نے اپنے مآخذ کا کہیں یک جا ذکر نہیں کیا، لیکن یہ التزام ضرور رکھا ہے کہ جو چیز، جس جگہ، جہاں سے نقل کی ہے، اس کا حوالہ دے دیا ہے، بلکہ اس حد تک امانت داری برتی ہے کہ منقولہ عبارت کے بعد لفظ ''انتہی'' لکھا ہے تاکہ منقول عنہ اور خود مصنف کی اپنی عبارت کے درمیاں امتیاز قائم رہے۔ میں نے تذکرے کا مطالعہ کر کے اس سے مصنف کے مآخذ استخراج کیے ہیں۔ یہ دو نوعیت کے ہیں؛ ایک ملفوظی یا سماعی یعنی جو کچھ سُنا اور دوسرے مکتوبی یعنی جو کچھ لکھا ہوا استعمال کیا۔ ملفوظی یا سماعی مآخذ میں اس طرح لکھتے ہیں:

''از زبان بزرگان خویش شنیدہ ایم (۵۰) یعنی ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے؛

''از والد ماجدم علیہ الرّحمہ یاد دارم'' (۵۱) مجھے اپنے والد ماجد سے سنی ہوئی بات یاد ہے؛

شاہ محمد اجمل سے سنی روایت (۵۲)

مکتوبی مآخذ میں مصنف کا زیادہ تر انحصار اپنے اجداد کی تصانیف، بیاضوں اور تحریروں پر رہا ہے اور انھوں نے اپنے آبائی کتب

خانے کا خوب استعمال کیا ہے۔ بعض معاصرین کے حالات، ان سے بطور خاص لکھوا کر شاملِ کتاب کیے، جیسے مولوی محمد ہادی بن شیخ محمد پناہ عثمانی کے حالات (۵۳)۔ بہ ہرحال کتابی اور تحریری مآخذ کی فہرست حسب ذیل ہے۔ ہر نام کے آگے تذکرۂ خازن الشعرا کے اس صفحے کا حوالہ دیا گیا جہاں اس کا بطور مآخذ نام آیا ہے۔

آتش کدہ، آزر (۹۷)
انیس المحققین، آزاد بلگرامی (ص۱۶)
اوراق نوشتۂ میر غیاث الدین الفتی (ص۵۵)
بیاض حضرات خود (ص۱۸۱)
بیاض شاہ محمد اجمل الہ آبادی (ص۳۷، ۵۵)
بیاض محمد فاخر زایر الہ آبادی (ص۳۱۰)
تاریخ فرخ آباد، سید ولی اللہ فرخ آبادی (ص۸۴)
تحفۃ الامرا معروف بہ سوانح الحرمین، شیخ غلام قطب الدین مصیب (۲۱، ۱۹۷)
تذکرۃ الافضلی، تذکرۂ شیخ محمد ناصر افضلی (ص۹، ۱۱، ۲۸)
تذکرۂ بینظیر، میر عبدالوہاب افتخار (ص۶۴)
تذکرہ تصنیف نواب علی ابراہیم خان (شاید صحف ابراہیم؟)
تکملۂ وفیات الاعلام (۱۷۷)
ثمرات، شاہ خوب اللہ الہ آبادی (ص۲۸۲)
رسالہ وصایای شیخ محمد افضل الہ آبادی (ص۱۱۳)
ریاض الشعرا علی قلی خان والہ (ص۹۷)
سرو آزاد، آزاد بلگرامی (ص۹۴)
سفینہ ہاے مصیب (ص۶۱، ۲۲۷) یعنی شیخ غلام قطب الدین کی بیاضیں
مرآت محمدی (ص۱۵)
(تذکرۂ) مردم دیدہ، حکیم بیگ خان حاکم (ص۶۵)
مکتوبات شاہ خوب اللہ الہ آبادی (ص۹۵)

خازن الشعرا کے مخطوطات اور اشاعت:

اس تذکرے کا واحد نسخہ انڈیا آفس، لندن (نمبر ۳۸۸۹) میں موجود ہے۔ اس کے مسودہ، غالباً بخط مصنّف، کے بعض اوراق، جن پر بہت کانٹ چھانٹ ہوئی ہے، کتب خانۂ شاہ اجمل، الہ آباد میں بھی محفوظ ہیں۔ جواہر لعل نہرو یونی ورسٹی، دہلی کے فارسی استاد ڈاکٹر اختر مہدی رضوی نے نسخۂ لندن کو اوراقِ الہ آباد کی مدد سے تدوین کیا ہے اور انجمن آثار و مفاخر فرہنگی، تہران نے ۱۳۸۶ شمسی/ ۲۰۰۷ء میں اسے شایع

کیا ہے۔ یہ اشاعت ۳۸+۴۱۸ صفحات پر مشتمل ہے۔اس پر انجمن کے ایک رکن ڈاکٹر توفیق ہاشم پور سبحانی کی دفتری نوعیت کی پیش گفتار ہے، مرتّب کا مقدمہ جداگانہ ہے اور آخر میں آیات واحادیث، اشخاص، مقامات اور کتب کے ناموں کے اشاریے ہیں۔مرتّب نے اپنی اس مشکل کا ذکر کیا ہے کہ لندن کے نسخے کے صفحات پریشان ہیں اور تذکرے کے ترتیب کو سمجھنا دشوار ہے۔ البتہ انھوں نے ترتیب وتصحیح میں الہ آباد کے مسودہ سے مدد لی ہے۔اس کے باوجود راقم السطور کو اس تذکرہ کے مطالعہ کے دوران بہت سے ایسے مقامات نظر آئے، جہاں مرتّب متن کو صحیح نہیں پڑھ سکے یا ناشر کی طرف سے کتابت میں سہو در آنے کی وجہ سے عبارت صحت سے ساقط ہوگئی ہے۔ یہاں چند تسامحات کی نشان دہی کی جاتی ہے:

ص۲۳، س۲۳؛ ص۲۶ س۴: برادر ایمانی، کی جگہ برادر اعیانی درست ہے، جیسا کہ صفحات ۱۴۲ اور ۱۸۶ سے بھی تایید ہوتی ہے۔

ص۶۴، س۶: دیوان شفیعائی اثر فغانی،

ص۷۳، س۱۴؛ مثنوی سہی و نپون [؟]؛ ص۲۷۷، س۵: مثنوی قصہ سسّی و نپون، حیرت ہے مرتّب برّصغیر کی اس معروف رومانوی داستان کے کرداروں ''سسی'' اور ''پنوں'' سے ناواقف ہیں۔

ص۹۴، س۸: سفینۂ بےغم، سفینۂ بےخبر درست ہے۔

ص۹۶، س۲۰: کبنک، خود مصنّف نے اس کی تلفظ نگاری کی ہے جس کے مطابق کپنک درست ہے۔

ص۹۷، س۱۲: عصمت پناہ صاحب جتو روجہ، شاید یہ لفظ: عصمت پناہ صاحب جیو زوجہ ہے۔

ص۱۰۰، س۱۲: اعتراضات واھبہ، واھیہ درست ہے۔

ص۱۰۹، س۲۶: بہ دستیاری وقت صاف کردہ خواہد شد؛ مرتب نے ''صاف'' کا مطلب بریکٹ میں ''چاپ'' لکھا ہے، حالانکہ مراد یہ ہے کہ [وقت ملنے پر] مسودہ صاف کر کے لکھ دیا جائے گا۔

ص۱۱۸، س۱۷: شرح مائیۂ عامل، شرح مایہ عامل درست ہے۔

ص۱۳۴، س۱۱: با کاتب مُذَہب شیراز ارتباط کلّی داشت۔ کچھ پتا نہیں چلتا کہ جملے کا کیا مفہوم ہے؟

ص۱۶۰، س۲۵: اصلش از کازران است، کازرون ہونا چاہیے۔

ص۱۷۱، س۱۴: از آن جناب ملاتہا [؟] داشت، مرتّب نے خود ''ملاتہا'' کے بعد سوالیہ نشان ڈالا ہے۔ جملہ ہندی اسلوب کی فارسی کا ہے اور یوں صحیح ہے: ''از آن جناب ملاقات ہا داشت''۔ یہاں ''از'' با کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی آنجناب سے ملاقاتیں تھیں۔

ص۱۹۲، س۱۳: بر اشعار ایشان صادر کردند، صادر کی جگہ صاد پڑھا جانا چاہیے۔

ص۱۹۹، س۷ و۱۳: ہفت غزل در آن زمین بہ یک جلسہ فرمودند؛ در ہر زمین کہ اساتذہ فکری کردند؛ فاضل مرتّب نے دونوں مقامات پر زمین کے وضاحتی بریکٹ میں ''زمینہ'' لکھا ہے، جو صحیح نہیں۔ برّصغیر کی ادبی اصطلاح میں زمین کا مطلب ہے اسی ردیف، قافیہ میں۔ زمینہ کا مطلب ایرانی فارسی والے ''اس بارے میں'' یا ''اس سے متعلق'' لیتے ہیں۔

ص۲۲۶، س۲: اصلش از قوم کاتبیہ است، یہاں چونکہ ایک نومسلم کا ذکر ہو رہا ہے، جو پہلے ہندو تھا، غالبًا یہ قوم ''کایتھ'' ہے۔

ص۲۸۳، میرزا مظہر جان جاناں کے والد کا تخلص ''حالی'' لکھا ہے، یہ ''جانی'' ہے۔

ص۲۹۲، بھولا ی سینگ؟

ص۳۰۱،س ا: سلسلہ نصب، سلسلۂ نسب درست ہے۔

حواشی

۱۔ میرن جان، ۲۰۰۷ء، ۶۹۔۷۰
۲۔ ایضاً، ۲
۳۔ ایضاً، ۳۴۶
۴۔ ایضاً، ۳۴۷
۵۔ ایضاً، ۱۷۹
۶۔ ایضاً، ۴۲، ۴۸
۷۔ ایضاً، ۱۰
۸۔ ایضاً، ۳۳۶۔۳۳۹
۹۔ ایضاً، ۳۷
۱۰۔ ایضاً، ۳۲۹
۱۱۔ ایضاً، ۳۴۵
۱۲۔ ایضاً، ۲۶۸
۱۳۔ مصنف نے خودنوشت حالات میں اپنی تصانیف کی فہرست صفحات ۳۴۵۔۳۴۷ پر یکجا دی ہے۔ بقیہ اسما مختلف مقامات پر آئے ہیں۔
۱۴۔ میرن جان، ۲۰۰۷ء، ۳۸۲
۱۵۔ ایضاً، ۳، ۴
۱۶۔ ایضاً، ۳۸۲
۱۷۔ ایضاً، ۵
۱۸۔ ایضاً، ۲۴۰
۱۹۔ سٹوری، ۲، ۱۹۷۲ء، ۹۰۳؛ نقوی، ۱۹۶۴ء، ۵۶۳؛ گلچین معانی، ۱۳۴۸ش، ج ا، ص ۴۶۵ اور رضوی، ۲۰۰۷ء، اٹھارہ نے یہ تعداد ۱۹۰ بتائی ہے، چونکہ مصنف نے اپنا ذکر دو مقام پر کیا ہے، ایک ''اجملی'' تخلص کے تحت اور دوسرا خاتمے پر، اس لیے شاید شعرا کی گنتی میں ایک عدد کا اضافہ ہو گیا ہے۔ صحیح تعداد ۱۸۹ ہی ہے۔
۲۰۔ میرن جان، ۲۰۰۷ء، ۳۶۲، ۲۱۲، ۳۱۱

۲۱۔ ایضاً،۱۷۹

۲۲۔ ایضاً،۱۹۲

۲۳۔ ایضاً،۶۶، ۶۸، ۱۷۰

۲۴۔ ایضاً،۴۱

۲۵۔ ایضاً،۶۳

۲۶۔ ایضاً،۹۹

۲۷۔ ایضاً،۱۲۱۔۱۲۲

۲۸۔ ایضاً،۲۱۵

۲۹۔ ایضاً،۳۱۶

۳۰۔ ایضاً،۱۲۵

۳۱۔ انیس الاحبا، بہ اہتمام انوار احمد، خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ،۱۹۹۶ء سے شایع ہو چکا ہے۔

۳۲۔ میرن جان،۲۰۰۷ء،۲۸۶۔۲۹۲

۳۳۔ ایضاً،۲۱۸

۳۴۔ والہ،۱۳۸۴ش،۱۶۸۶۔۱۶۷۸؛ والہ،۲۰۰۱ء، ج ا، صفحات ۵۰۹۔۵۷۴

۳۵۔ میرن جان،۲۰۰۷ء،۳۰۰

۳۶۔ باغ معانی، ذخیرۂ موتی محل،لکھنو کے نسخے کا ذکر اشپرنگر نے کیا ہے۔یہ نسخہ ۳۸۷ ورق اور ہر ورق ۲۰ سطور پر مشتمل تھا لیکن اب ناپید ہے۔اس تذکرے کا کچھ حصہ (حرف الف تا ظاء) خدابخش لائبریری، پٹنہ میں محفوظ ہے۔اسی نسخے کی بنیاد پر ۱۵۹ معاصر شعراء کے حالات پر مشتمل ایک تلخیص، عابد رضا بیدار کے اہتمام سے ۱۹۷۷ء اور ۱۹۹۲ء میں خدابخش لائبریری کی طرف سے مکرر شایع ہوچکی ہے۔نقش کے حالات بیدار صاحب کو نہیں ملے تھے۔خازن الشعراء سے بھی کوئی خاص معلومات نہیں ملتیں، سوائے اس کے کہ شاہ محمد اجمل الہ آبادی ۱۱۹۶ھ/۱۷۸۲ء یا ۱۱۹۷ھ/۱۷۸۳ء میں جب لکھنو گئے تو نقش سے ملے اور دونوں حضرات میں ایک رشتۂ مودت قایم ہوگیا۔شاہ صاحب نے نقش سے ان کا تذکرہ مانگا جو انھوں نے فراہم کردیا۔شاہ صاحب نے اوّل تا آخر اسے بڑے غور سے دیکھا اور اپنی بیاض میں اس کے بارے میں یہ رائے درج کی: سپاہی پیشہ ہونے، دنیاوی مشاغل بکثرت رکھنے اور عدیم الفرصت ہونے کے باوجود، یہ ضخیم تذکرہ لکھنے میں کامیاب ہوئے۔ان کی صفات پسندیدہ اور اوصاف حمیدہ ہیں۔شعروشاعری میں بھی اپنے معاصرین پر فوقیت رکھتے ہیں۔میرن جان،۲۰۰۷ء،۳۰۰

۳۷۔ میرن جان،۲۰۰۷ء،۶۴

۳۸۔ ایضاً،۲۱۲

۳۹۔ ایضاً،۲۶۰۔۲۶۱

۴۰۔ ایضاً،۳۷۵۔۳۸۰؛ اور خود تذکرۂ خازن الشعراء کی تصنیف پر معاصر شعرا نے جو قطعات تاریخ کہے وہ بھی مصنف نے یہیں درج

کیے ہیں۔

۴۱۔ ایضاً، ۳۶۔۳۷

۴۲۔ ایضاً، ۹۷

۴۳۔ ایضاً، ۱۰۱، ۱۸۶

۴۴۔ ایضاً، ۱۰۱

۴۵۔ ایضاً، ۱۱۳

۴۶۔ ایضاً، ۱۹۸۔۱۹۹

۴۷۔ ایضاً، ۳۱۶

۴۸۔ ایضاً، ۱۹۷

۴۹۔ ایضاً، ۲۹۱

۵۰۔ ایضاً، ۹۷

۵۱۔ ایضاً، ۲۸

۵۲۔ ایضاً، ۵۲

۵۳۔ ایضاً، ۳۲۰

فہرست اسناد محوّلہ

رضوی، اختر مہدی، ۲۰۰۷ء، مقدمہ تذکرۂ خازن الشعراء، تہران، انجمن آثار مفاخر فرہنگی

سٹوری، سی اے (C. A. Storey)، ۱۹۷۲ء، ***Persian Literature: A Bio-Bibliographical Survey***، لندن

گلچین معانی، احمد، ۱۳۴۸ش، تاریخ تذکرہ ہای فارسی، جلد اول، تہران، دانشگاہ تہران

میرن جان، شاہ علی کبیر محمد محمد الہ آبادی، ۲۰۰۷ء، تذکرۂ خازن الشعراء، بہ تصحیح دکتر اختر مہدی رضوی، تہران، انجمن آثار و مفاخر فرہنگی

نقوی، علی رضا، ۱۹۶۴ء، تذکرہ نویسی فارسی در ہند و پاکستان، تہران، موسسہ مطبوعاتی علمی

والہ، علی قلی خان، ۲۰۰۱ء، ریاض الشعرا، جلد اول، بہ اہتمام شریف حسین قاسمی، رام پور، رضا لائبریری

والہ، علی قلی خان، ۱۳۸۴ شمسی [۲۰۰۵ء]، ریاض الشعراء، بہ اہتمام سید محسن ناجی نصر آبادی، تہران، انتشارات اساطیر

Abstract

Khazin-Al-Shu'ra is a Biographical Dictionary of Indian and Persian intellectual personalities and poets of 18th and 19th Century. It has been compiled by Syed Ai Kabeer alias Muhammad Meran Jan of Allahbad, born in 1797/ 1212. He has claimed to be an author of 39 books on various subjects. He started to write Khazin-Al-Shu'ra in 1844 / 1260 and completed in 18749/1265, but he kept on making additions afterwards. In this Biographical Dictionary, he has given an account of his 189 contemporary Sufis, Saints and Ulama; who used to write poetry as well, in alphabetic order.

تذکرهٔ خازن الشّعراء

تألیف

شاه علی کبیر محمّد میرنجان محمّدی الهٰ آبادی

تصحیح

دکتر اختر مهدی رضوی

انجمن آثار و مفاخر فرهنگی
تهران ۱۳۸۶